جناب پروفیسر محمد سلیمان اظہر ایم اے

بنی اسرائیل کا مذہبی لٹریچر

ہمارے عزیز دوست اور فاضل نوجوان جناب پروفیسر محمد سلیمان اظہر معروف اہل قلم اور اہل علم نوجوان ہیں، انھوں نے اس موضوع پر قلم اٹھا کر کس طرح اس کا حق ادا کیا، قارئین خود پڑھ کر اندازہ فرمالیں گے۔ ہم اس کے لیے موصوف کے حد درجہ شکر گزار ہیں۔

تورات۔ متجددین کا خیال ہے کہ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا نام نہیں ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے انبیاء بنی اسرائیل پر جو کتابیں نازل ہوئیں یہ ان سب کے مجموعے کا نام ہے، ان کا کہنا ہے کہ قرآن نے اس کو حضرت موسیٰؑ کی کتاب نہیں بتایا۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ باتیں محلِ نظر ہیں۔ قرآن کریم نے تورات کا نام جس سیاق میں ذکر کیا ہے اس سے "واضح" طور پر تلمیح ملتی ہے کہ یہ صرف حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ نازل شدہ صحیفوں کے مجموعے کا نام، مسند احمد اور صحیح مسلم کی صحیح روایات سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب کا نام ہے، حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مکالمے میں حضرت آدم کے یہ الفاظ ہیں۔

قال آدم انت موسى الذى كلمك الله واصطفاك برسالته وانزل عليك التوراة

(مسند احمد) وكتب لك التوراة بيده (مسلم عن ابى هريرة)

سفر تکوین، سفر خروج، سفر احبار، سفر العدد اور سفر الاستثناء کے مجموعے کو اسفار موسیٰ اور قرآنی اصطلاح میں "صحف موسیٰ" سے تعبیر کیا گیا ہے اور انہی صحف موسیٰ کو قرآن حکیم نے "تورات" کہا ہے، ان کے علاوہ جن کتب کو ملا کر "تورات" کہا جا رہا ہے، وہ تغلیباً کہا جا رہا ہے، کیونکہ ان میں اور جو کتابیں ملا دی گئی ہیں ان کی حیثیت "حدیث" (مدراش) فقہ اسرائیلی (تالمود) تفسیر (ترگوم) یا مراثی اور مواعظ (نبیم اور کتبیم) کی ہے۔ عیسائیوں کے نزدیک "نبیم اور کتبیم" قابلِ اعتماد کتب ہیں، دوسری نہیں۔ وجہ ظاہر ہے — اور اسلامی لٹریچر میں اسرائیلیات کا جتنا حصہ نظر آتا ہے تقریباً تقریباً وہ مدراش، ترگوم اور تالمود سے اخذ کیے

تورات تور سے ماخوذ ہے جس کے معنی مختلف ہیں:

آگ نکالنا : اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ (پ ۲۷ ۔ واقعہ ع۲)

حضرت موسٰی علیہ السلام کی بعثت اور نبوت کے ظہور کے۔ لیے جو بات پہلے دن سبب بنی، اس کی مناسبت سے آپ کو دی گئی کتاب کو "تورات" سے تعبیر کیا گیا ہو تو کچھ عجیب نہیں۔ آیت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ۝ إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ يَا مُوسَىٰ ۝ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۖ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ (پ ۱۶ ۔ طٰہٰ ع۱)

"بھلا تم کو (حضرت) موسٰی کی حکایت بھی پہنچی ہے کہ جب ان کو (دور سے) آگ دکھائی دی تو انہوں نے اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ (ذرا) ٹھہرو، مجھ کو (ایک) آگ (سی) دکھائی دی ہے (میں وہاں جاؤں تو) عجب نہیں اس (آگ) سے تمھارے لیے ایک چنگاری لے آؤں یا آگ (کے الاؤ) پر راہ کا پتہ معلوم کروں، پھر جب موسٰی وہاں آئے تو ان کو (غائب سے) آواز آئی کہ موسٰی (یہ تو) ہم ہیں! تمھارا رب! تو اپنی دونوں جوتیاں اتار ڈال (کیونکہ اس وقت تم طویٰ (نام) کی مقدس وادی میں ہو اور ہم نے تم کو پیغمبری کے لیے منتخب فرما لیا ہے، سو جو کچھ تم کو وحی کی جاتی ہے اس کو کان لگا کر سن لو۔"

اس لیے ہو سکتا ہے کہ اسی وادی ایمن کی مقدس آگ کی مناسبت سے ان صحیفوں کو تورات کہا گیا ہو جو حضرت موسٰی پر نازل ہوئے۔

دوسرے معنی سفیر / قاصد کے بھی آتے ہیں مگر ابن فارس نے اسے محل نظر بتایا ہے۔

وذكر ابن دريد كلمة لو اعرض عنها كان احسن: قال: التورا الرسول بين القوم (مقائس اللغة)

اس کے دوسرے معنی "شریعت و قانون" کے بھی ہیں اور جیسا کہ فاضل مضمون نگار نے تحریر فرمایا ہے، ہدایت اور تعلیم کے بھی ہیں۔

ہماری خواہش ہے کہ فاضل موصوف اگر "ارض الحدیث اور ارض اہل الحدیث" پر کوئی سلسلہ شروع کریں تو ایک قرض جو اب تک علمائے اہل حدیث کے ذمے چلا آ رہا ہے، ادا ہو جائے، ذخیرۂ احادیث

اور تذکار محدثین میں جن جن مقامات کا ذکر آگیا ہے۔ ان کی جغرافیائی نشاندہی کر دی جائے۔

اور بعد میں ان میں جو تغیرات آئے یا ان کے اب جو نام مشہور ہوئے اگر ان کا بھی سراغ لگ سکے تو اور بھی خوب رہے۔

(عزیز زبیدی)

تاریخ یہود - یہود اپنی تاریخ کا آغاز ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کرتے ہیں۔ لیکن یہودی مذہب کی جو شکل ہمیں آج دکھائی دیتی ہے وہ عذرا یا عزیر کے دور میں متشکل ہوئی۔ ان دو شخصیتوں کے درمیان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذات گرامی ہے جو اسرائیلیوں کو فراعنہ مصر کے پنجے سے نکال کر فلسطین لے جانے کے لیے صحرائے سینا میں لائے۔ یہاں انھیں اللہ تعالیٰ نے مقدس تورات عطا فرمائی جس کو سمجھنا اور جس پر عمل کرنا بنی اسرائیل کے ہر فرد کے لیے ضروری قرار پایا۔ یہودی تصورِ حیات کا منبع یہی تورات ہے جس کا ترجمہ عام طور پر قانون کیا جاتا ہے مگر زیادہ بہتر ترجمہ ہدایت یا تعلیم ہے۔

تورات اور عہد نامہ عتیق و جدید - تورات کا تعلق براہ راست زندگی کے عملی مسائل سے تھا۔ جوں جوں حیاتِ انسانی کے تقاضے بدلتے رہے اور انسانی معاشرہ ترقی کرتا گیا۔ شریعت یہود کے اطلاق اور نفاذ میں بھی توسیع ہوتی رہی اور شریعت موسوی ایک رواں چشمے کی طرح نئے نئے میدانوں سے ہو کر گزرتی رہی۔ یہودی علماء کے فتووں اور فیصلوں نے بھی شریعت میں مستقل مقام حاصل کر لیا۔ گویا شریعت صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات تک ہی محدود نہ رہی بلکہ فتاویٰ، فیصلوں اور تشریحات کی بہت سی کتابوں پر پھیل گئی۔ جن کو آج عہد نامہ عتیق کہا جاتا ہے جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انبیائے بنی اسرائیل کی مذہبی کتب کو مسیحی علماء نے بائیبل (یعنی کتاب) کا نام دے کر دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے (۱) عہد نامہ عتیق یعنی وہ تمام کتب جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کے انبیاء پر نازل شدہ بتائی جاتی ہیں۔ (۲) عہد نامہ جدید یعنی اناجیل اربعہ جن کے ساتھ (عیسائی) رسولوں کے اعمال۔ خطوط اور مکاشفات بھی شامل ہیں۔ آج کی نشست میں ہمارا موضوع عہد نامہ عتیق تک محدود ہے۔

عہد نامہ عتیق میں کل ۳۹ کتابیں شامل ہیں۔ لیکن علمائے یہود نے ان میں ۲۴ یا ۲۵ کو مستند شمار کر کے باقی کو ترک کر دیا ہے اور مستند کتابوں کو تین سلسلوں میں تقسیم کر دیا ہے (۱) سلسلہ اول موسوم بہ تورات۔ اس میں پانچ اسفار یعنی پانچ کتابیں شامل ہیں۔ (۱) تکوین (۲) خروج (۳) احبار (۴) اعداد (۵) تورات مثنیٰ (۲) سلسلہ دوم موسوم بہ نبیئم ہے۔ اس سلسلہ میں یوشع۔ قضاۃ، سموئیل اول۔ سموئیل دوم۔ یسعیاہ۔ یرمیاہ وغیرہ انبیاء کی کتابیں شامل ہیں ان کی تعداد تیرہ ہے (۳) سلسلہ سوم موسوم بہ کیتیم۔

اس سلسلے میں زبور۔ امثال سلیمان۔ ایوب۔ دانیال۔ عزرا۔ نحمیاہ وغیرہ کی کتابیں ہیں جن میں نظمیں مناجات اور تمثیلیں وغیرہ درج ہیں۔ ان کی تعداد سات ہے —— اس طرح کل ۲۵ کتابیں ہو جاتی ہیں جنھیں سنہ ۹۰ء میں سائنڈ نے سند قبول عطا کی تھی۔ یہی کتابیں یہودیوں کی مقدس شمار ہوتی ہیں ان کے علاوہ بھی بہت سی کتابیں تھیں جو موسیٰ علیہ السلام کو دینی احکام ملنے اور مذکورہ کتابوں کی باقاعدہ تدوین تک لکھی گئیں لیکن خود یہود نے انھیں مسترد کر دیا اور اب نسیاً منسیاً ہو چکی ہیں۔ اب ان کا کہیں وجود نہیں ملتا۔ تاہم بعض دیگر کتب میں ان کے نام مل جاتے ہیں، جیسا کہ عہد نامہ عتیق کے یونانی ترجمے میں ہم ایسی کتابوں کے نام ملتے ہیں جنھیں یہودی اپوکریفا یعنی جعلی کتابیں کہتے ہیں۔

تدوین کتب: - یہود کی ۲۵ مقدس مذہبی کتابوں کی تدوین کا زمانہ متعین کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ بخت نصر نے جب یروشلم فتح کیا تو اس کے کتب موسیٰ یعنی سلسلہ اول کو بھی تلف کر دیا تھا۔ تاہم ان کے احکام مضناً یہودیوں کے ذہن میں موجود تھے۔ نصف صدی کی اسیری بابل کے دوران یہود ان کتب کو دوبارہ صفحہ قرطاس پر منتقل نہ کر سکے۔ جب سائرس نے بابل فتح کر کے ان کی اسیری ختم کی اور یہود کو واپس فلسطین جانے کی اجازت دے دی تو عزرا نے اس اہم کام کی جانب توجہ مبذول کی اور اسفار یا کتب موسیٰ کو دوبارہ جمع کر دیا۔ یہ کام ۴۵۷ ق م کے لگ بھگ ہوا۔ انھوں نے ان پانچ کتابوں کو از سرِ نو جمع کر کے واقعات کو مؤرخانہ حیثیت سے قلم بند کیا۔ اس اہم کام میں مدد دینے کے لیے انھوں نے یروشلم کے چند بڑے علماء کا تقرر بھی کیا تھا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے تفسیر تورات کے اصول مرتب کیے اور فقہی مسائل ترتیب دیے۔ انہی کے اثرات سے تورات کا لفظ تمام الہامی اور غیر الہامی دینی نوشتوں کے لیے بولا جانے لگا۔

دوسرے سلسلے کی تدوین نحمیاہ نے کی۔ یہ بھی عزرا کی طرح دربارِ ایران کی طرف سے یروشلم کے گورنر تھے اور بادشاہ کے مقرب تھے۔ آپ نے اس سلسلے کی کتابوں کو مع زبورِ داؤد علیہ السلام کے نام سے جمع کیا۔

تیسرے سلسلے کی تدوین سنہ ۱۶۸ ق م کے لگ بھگ ہوئی۔ جب انٹونیس کی صورت میں یروشلم پر تباہی نازل ہوئی تو عزرا کی جمع کردہ تورات بھی اس غارت گری کی نذر ہو گئی۔ یہودا مکابی نے جو اس دور ادبار میں تحریک مزاحمت کا قائد تھا اور جس کی قیادت میں یہود نے ایک نیم خود مختار حکومت بھی قائم کر لی تھی تورات کو دوبارہ جمع کروایا۔ اور اس میں تیسرے سلسلے یعنی کتبیم کا بھی اضافہ کر دیا۔ اس طرح کل تعداد چوبیس یا پچیس ہو گئی۔ لیکن اس مرحلے پر یہود میں مذہبی کتب کے متعلق اختلاف

رونما ہو گیا اور ان کے دو فرقے ہو گئے جس کی تفصیل یوں ہے۔

حوادثات اور کتب یہود ۔ یہودی قوم پیہم حادثات کا شکار رہی ہے اور ہر حادثے کی زد ان کی مذہبی کتب پر پڑتی رہی ہے۔ ان حوادث کے باعث تورات اور صحف انبیاء کئی بار ضائع ہوئے لیکن ان کی تعلیم و تدریس کا سلسلہ بامعنیٰ جاری رہا۔ جس کی ابتداء یوں ہوئی کہ بابل کی اسیری کے دور میں سبت کے دن علمائے یہود لوگوں کو جمع کر کے غم و الم کے ساتھ یاد رفتگاں کرتے اور تورات کی آیات سے مجلس وعظ کو گرم کر کے شکستہ دلوں کی تسلی کا سامان کرتے۔ یہ رسم بابل سے واپسی کے بعد اور ہیکل سلیمانی کی دوبارہ تعمیر کے بعد بھی نہ صرف جاری رہی بلکہ عزرا نے اسے باقاعدہ قانونی شکل دے دی۔ جس کی وجہ سے جابجا ایسی عمارات تعمیر ہوئیں جہاں اس قسم کی مجالس منعقد ہوتی تھیں۔ ایسی عمارت کو کنیسہ کہتے تھے۔ ہر کنیسے میں تورات کی نقل ایک صندوق میں رکھی جاتی تھی جس کے سامنے ایک شمع روشن رہتی۔ ہفتہ میں تین دن اور بڑے کنیسوں میں ہر روز تین بار لوگ جمع ہوتے۔ احبار یعنی سفریم پہلے تورات کی چند آیات کی تلاوت کرتے جو قدیم عبرانی زبان میں تھی۔ پھر آرامی زبان میں جو اسیری بابل کے دوران یہود کی مادری اور عام بول چال کی زبان ہو گئی تھی ان کی تشریح کرتے۔ ان احبار نے موسیٰ کی پانچوں کتابوں تورات کو ۵۴ ٹکڑوں یا منازل میں تقسیم کر رکھا تھا اور یہ التزام کیا جاتا تھا کہ ہر ہفتے ایک منزل کی تلاوت اور تشریح ہو جائے اور تین سال میں تورات کا ایک دور مکمل ہو جائے۔ جب انٹونیس نے تورات کی تلاوت حکماً بند کر دی تو احبار تورات کی بجائے دوسرے صحف انبیاء یعنی نبئیم اور کتبیم کے ۵۴ ٹکڑے کر کے اپنی رسم نبھانے لگے۔ جب یہودا مکابی نے دوبارہ آزادی حاصل کر لی تو تورات کی تلاوت بھی جاری ہو گئی لیکن اب یہود میں دو فریق ہو گئے۔

(۱) صدوقی۔ جنہوں نے سلسلہ اول یعنی تورات کی پانچ کتب موسیٰ پر اکتفا کی اور باقی صحفِ انبیاء کو روزانہ تلاوت سے خارج کر دیا (۲) فریسی۔ جنہوں نے صحف انبیاء یعنی سلسلہ دوم و سوم کو بھی اصول دین میں شامل کر لیا اور ان کی تلاوت بھی جاری رکھی۔ انہوں نے یہ روایت مشہور کر دی کہ موسیٰ پر وحی مکتوبی اور وحی لسانی یعنی دو قسم کی وحی نازل ہوئی تھی۔ وحی مکتوبی تو توراۃ کی شکل میں موجود ہے۔ لیکن وحی لسانی اولادِ ہارون کی وساطت سے سینہ بسینہ عذرا تک پہنچی۔ جنہوں نے یہ وحی کنیسۂ عظمیٰ کے ممبروں کو جن کی تعداد ۱۲۰ تھی سکھا دی۔ پھر ۲۵۰ برس تک یہ وحی ان ممبروں کی اولاد کے سینوں میں محفوظ رہی۔ شمعون عادل (۳۰۰ ق م) اس جماعت مقدسہ کا آخری ممبر تھا۔ اس نے یہ وحی سفریم (کاتبان وحی) کو سکھا دی۔ اور ان سے گروہ تنائیم (علماء) نے سیکھ لی۔ اور بعد ازاں کتابی شکل میں

وجود میں آگئی۔ چونکہ یہ بھی موسیٰؑ کی وحی ہے اس لیے یہ بھی اتنی ہی مقدس و محترم ہے جس طرح موسیٰ کے سلسلہ اوّل کی پانچ کتابیں ہیں۔ اس روایت سے احبار اور ربینین کے اقوال کو وحی الٰہی کے ہم پلہ بنا دیا اور روایات و انسانوں کے انبار تلے اصل وحی الٰہی یعنی تورات دب کر رہ گئی۔ یہ روایات جن کی حیثیت فریسیوں کے نزدیک تورات کی تفسیر کی تھی یہودا ربی کے ذریعے دوسری صدی عیسوی کے آخر میں مشناۃ کے نام سے جمع ہوئیں۔ جس کی تفصیل یوں ہے کہ یہود کی مذہبی کتب کے مذکورہ تین سلسلوں کی تدوین سے پہلے بھی عملی ضروریات کے باعث قوانین کی ضرورت موجود تھی جسے پورا کرنے کے لیے بابل کے ایک ربی ہلیل (HILLEL) نے ایک بورڈ بنایا جو بہت عرصہ تک کام کرتا رہا۔ بورڈ میں شامل لوگ یکے بعد دیگرے بدلتے رہے تاآنکہ دو صدی بعد ۲۱۶ء میں یہودا ربی نے اس کام کو مکمل کیا اور اس مجموعۂ قوانین کا نام مشناۃ رکھا گیا جس کے معنی تکرار کے ہیں۔

مشناۃ ۔ مشناۃ چھ حصوں میں منقسم تھی اور عبرانی زبان میں ۶۳ عنوانات کے تحت لکھی گئی تھی۔ ہر علاقے کے یہود نے اس کی افادیت کے پیش نظر اس کا خیر مقدم کیا۔ اور کئی صدیوں تک علماء اس کو قانونی بنیاد کے طور پر استعمال کرتے رہے۔ اس کی تشریح و توضیح کے لیے اس پر لیکچر دیتے رہے۔ یہ تشریحی لیکچر آرامی زبان میں ریکارڈ ہوتے رہے اور جمارا کے نام سے موسوم ہوئے جس کے معنی تکملہ ہیں۔

جمارا کی تدوین و ترتیب کا دور تیسری صدی عیسوی کے آغاز سے سمجھا جاتا ہے۔ پہلے تشریحی دور میں مشناۃ کے قصے کہانیاں چھوڑ کر صرف احکام ہی کی تشریح و توضیح کی گئی اور باقاعدہ تبویب بھی کی گئی۔ مثلاً جمارا کا پہلا باب زراعین کہلاتا ہے جس کے معنی بیج کے ہیں اور یہ زراعت اور کاشتکاری سے متعلق ہے۔ دوسرا باب۔ باب المواعد ہے۔ جو تہواروں اور رسموں کے متعلق ہے۔ تیسرے باب کا نام ناشیم (بمعنی عورتیں) ہے جس میں شادی بیاہ اور جنسی تعلقات کے بارے میں احکام ہیں۔ چوتھا باب نیزاکین تاوان اور کفارے کے بارے میں ہے۔ پانچواں باب قودالیشین یعنی مقدس اشیاء کے بارے میں ہے۔ اس طرح کل ۶۳ ابواب ہیں یہ مجموعہ قوانین منقسم ہے۔

تالمود ۔ جمارا اور مشناۃ مل کر تلمود کہلاتی ہیں۔ تلمود یہود کے مذہبی ادب کی وہی قسم ہے جسے ہم حدیث کہتے ہیں۔ بعض یہودی اس کی صحت پر شک کرتے ہیں۔ لیکن اکثر اس کو الہامی مانتے ہیں اور اسے شفوی روایات سمجھتے ہیں۔

تلمود دو جگہ مرتب ہوئی کیونکہ یہود اپنے مرکز سے کٹ کر بکھرے ہوئے تھے اور مختلف حکومتوں کے زیر اقتدار زندگی بسر کر رہے تھے۔ ان کا آپس میں کوئی رابطہ نہ تھا لہٰذا دو مختلف جگہوں پر

مختلف لوگوں نے مشنا کی تفسیر و تشریح کا فریضہ انجام دیا۔ ایک عراق میں ایرانی حکومت کے تحت، دوسرا فلسطین میں رومی حکومت کے تحت۔ اس لیے تلمود کی دو قسمیں ہوگئیں۔ تلمود بابلی (عراقی) اور تلمود یروشلمی (فلسطینی) یہ معاملہ بالکل اسی طرح ہے جیسے ہمارے ہاں مختلف فقہیں رائج ہیں۔ تلمود کی یہ دونوں قسمیں آرامی زبان میں لکھی گئیں کیوں کہ یہی ان کی روزمرہ کی زبان تھی اور عبرانی سے ان کا رابطہ کٹ چکا تھا۔ فلسطینی تالمود نسبتاً آسان اور مختصر ہے۔ جس میں تاریخ جغرافیہ اور آثار قدیمہ سے متعلق بھی بہت سی معلومات ہیں۔ بابلی تلمود بہت طویل اور دقیق ہے۔ اول الذکر تلمود چوتھی صدی میں ختم ہوگئی۔ اس کے ۱۳ ابواب ہیں اور نامکمل رہ گئی ہے۔ بابلی تلمود ۴۹۹ء میں مکمل ہوئی اس کے موجودہ ابواب کی تعداد ۳۷ ہے۔ یہ اگر مکمل تھی تاہم مشنا کے تمام ابواب کا احاطہ نہیں کرتی۔ پھر بھی ایسے دلائل موجود ہیں کہ تمام ابواب مکمل ہوگئے تھے اور بعد ازاں کچھ ضائع ہوگئے بابلی تلمود نے یہود کے مذہب۔ ان کی روزمرہ زندگی۔ ان کے طرز بیان اور ان کے طرز فکر پر نہایت گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔

دونوں تالمود مضامین کے لحاظ سے دو قسموں میں منقسم ہیں۔ ایک حصے کو ہلکہ کہتے ہیں یعنی خالص احکام و شرائع۔ اس حصے میں ۶۱۳ اوامر و نواہی۔ ان کی جزئی تفصیل۔ حرام و حلال کی موشگافیاں۔ صغائر و کبائر کی باریکیاں بیان کی گئی ہیں۔ عوام کورانہ تقلید اور جہالت کے باعث ان اقوال و تشریحات کو خدا کا کلام سمجھ کر ان کی تقدیس و تحریم میں محو ہو گئے۔ اور اصل تورات کے مقابلہ میں گویا ایک اور شریعت قائم ہو گئی۔ قرآن نے اسی بات کو اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کہا ہے۔ تالمود کا دوسرا حصہ ہجدہ کہلاتا ہے۔ جس میں روایات و سیر۔ آثار و قصص وغیرہ شامل ہیں۔ اس میں کہیں تو الہیات کے اسرار و رموز شامل ہیں اور کہیں خدا اور انبیاء کی جانب بے ہودہ افعال منسوب ہیں۔ کہیں ارواح خبیثہ کی خوش فعلیاں ہیں اور کہیں جادو۔ اس طرح یہ مذہب مسخ ہو کر مجموعہ اوہام بن گیا۔ تاہم اس بات سے قطع نظر کہ تلمود میں حقیقت کس قدر ہے اور باطل کس قدر۔ یہ چیز بہت اہم ہے کہ تالمود کو یہود کے دینی ادب میں بڑا وقیع مقام حاصل ہے۔ اس سے بنی اسرائیل کی تہذیب۔ تاریخ۔ ثقافت پر روشنی پڑتی ہے کیونکہ ان کی قومی حکمت کا یہ خزانہ ضائع ہونے سے بچ گیا ہے۔

یہود کے دینی ادب کی ایک قسم کا نام مدراش ہے۔ عزرا نے بہت دنوں تک لوگوں کے سامنے بائیبل کی آیات وار تشریح کا سلسلہ شروع کیے رکھا تھا جو مدراش کہلایا۔ پھر یہ

قسم بھی تلمود میں شامل کر دی گئی ۔ تلمود کی تدوین کے بعد ہی ایک مدراش لکھی گئی جو ۱۲ صدی عیسوی میں ربی شلوموئے مختصر بائیبل کے نام سے لکھی تھی ۔

مدراش ۔ یہود کے دینی ادب کی ایک قسم کا نام تمادلی ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ یہود کو دنیا بھر میں بکھیر دیا گیا تھا ۔ یروشلم میں ان کا داخلہ تک ممنوع رہا ۔ اس لیے بابل میں ان کے دو بڑے مذہبی مرکز بن گئے جن کے سربراہوں کو تمام یہودی دنیا میں سیادت حاصل تھی ۔ وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم شمار ہوتے تھے ۔ ساری دنیا کے یہودی اپنے مذہبی مسائل حل کرنے کے لیے ان کی جانب رجوع کرتے تھے اور یہ عالم ان کے جواب میں فتوے جاری کرتے تھے ۔ بعد ازاں یہ رسم ختم ہو گئی ۔ لیکن مذکورہ دور کے سوالات کے جوابات پر مشتمل لٹریچر آج بھی محفوظ اور مروج ہے جسے RESPONSA کہتے ہیں ۔

ابوکریفہ ۔ یہود کے مذہبی ادب کی ایک قسم کا نام ابوکریفہ یعنی پوشیدہ مکتوبات ہیں ۔ عزرا کی نسبت مشہور ہے کہ بابل کی اسیری سے واپسی کے بعد جب اس نے توراۃ کو از سر نو تحریر کیا تو ۷ مخفی مخطوطات بھی تحریر کیے جو اگرچہ عام طور پر رائج نہ تھے لیکن خواص کو ان کی تعلیم دی جاتی تھی ۔ ان کتب یا مخطوطات کو یہودی اصطلاح میں سفریم جنوزیم کہتے ہیں ۔ جنوزیم کے معنی قیمتی چیزوں کو محفوظ رکھنے کے ہیں ۔ ان میں سے چودہ کتب موجودہ تالمود میں محفوظ ہیں ۔ ان کتب کے بارے میں یہود میں شدید اختلافات ہیں اور ان کا ایک فرقہ ان کو جعلی کتب کا نام دیتا ہے ۔

ترگم ۔ دینی ادب کی ایک قسم کا نام ترگم ہے جس کے معنی مفصل ترجمہ کے ہیں ۔ قدیم عبرانی زبان اسیری بابل کے زمانے میں مفقود ہو گئی تھی اور اس کی جگہ آرامی زبان نے لے لی تھی ۔ عزرا کے زمانے میں یہ دستور ہو گیا تھا کہ یہودیوں کے عبرانی زبان نہ سمجھنے کے باعث یہود کے علماء تورات کی اصل آیات کا آرامی میں ترجمہ سنایا کرتے تھے ۔ رفتہ رفتہ کنیسا میں تورات اس طرح پڑھی جانے لگی اور ان ترجموں نے مستقل حیثیت اختیار کر لی اور عہد مسیحی میں کتابوں کی شکل میں مرتب ہو گئے ۔ ان کی تعداد دس کے قریب ہے ۔ سب سے مشہور ترگم انگیلا اس کا ہے جو موجودہ شکل میں تیسری صدی عیسوی کے آخر میں مرتب ہوا ۔

عہد اسلام میں یہود نے حکایات، قصوں، افسانوں اور جادو کے کرشموں کی دنیا سے نکلنے کی کوشش کی ۔ انھیں محسوس ہوا کہ یہودی مذہب کو صاف ستھری شکل دینے کی ضرورت ہے تاکہ دورِ جدید میں وہ مذاق بن کر نہ رہ جائیں ۔ اس خدشہ کے پیش نظر یہود نے مختلف کتابیں لکھیں ۔ مثال

کے طور پر ۱۲ صدی عیسوی کے ربی شلومو نے مختصر تشریح بابل لکھی - اس صدی میں اندلس کے مشہور یہودی عالم موسیٰ بن میمون نے قرطبہ میں یہودی اصولوں کو ارسطو کی زبان میں لکھا اور اس کا نام TISHNE TORAH رکھا - اس کتاب کے موجودہ یہودیت پر لازوال اثر چھوڑا ہے۔ ۱۵۶۵ء میں یوسف کیرو نے ایک مختصر اور جامع مجموعۂ قوانین یہود مرتب کیا۔

قارئین محترم ان سطور تک ہم نے یہود کی تاریخ کا اجمالی خاکہ پیش کرتے ہوئے مختلف ادوار میں جنم لینے والے ان کے دینی ادب پر اپنی معلومات کو قلم بند کیا ہے - اب آیئے آخر میں ان وجوہات کا جائزہ لے لیں جن کے باعث موسیٰ کی تورات اور انبیاء بنی اسرائیل کے مقدس صحائف تحریف کی زد میں آکر اپنی اصلیت کھو بیٹھے ہیں۔

اسباب تحریف :- یہود کی اصل الہامی کتب میں تحریف کی سب سے بڑی اور پہلی وجہ وہ ہولناک حوادث ہیں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد پے درپے یہود کو پیش آئے - حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے فوراً بعد ان کی بدبختی کا آغاز یوں ہوا کہ اسباط بنی اسرائیل میں تفرقہ پڑ گیا اور ان کی دو جداگانہ اور باہم مخالف حکومتیں قائم ہو گئیں - دو اسباط یعنی یہودا اور بنیامین نے رجعام بن سلیمان کی اطاعت کی اور دس اسباط الگ ہو کر سماریہ کو دارالحکومت بنا کر الگ مملکت قائم کر بیٹھے۔ جہاں یہوداہ (خدا) کی عبادت کے ساتھ انھوں نے سونے کی بچھڑے کی عبادت بھی شروع کر دی۔ اس شرک اور سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۷۲۲ ق م میں اسیریا والوں نے اس سلطنت کو تباہ کر دیا اور دس اسباط کو قید کر کے نینوا لے گئے۔ اس طرح یہ اسباط یا تو فنا ہو گئے یا بت پرست قوموں میں جذب ہو کر ہمیشہ کے لیے بنی اسرائیل سے الگ ہو گئے

یہود کی تباہی اور کتب یہود - بارہ میں سے دس کی تباہی کے بعد یہود کا لفظ صرف دو اسباط یعنی یہودا اور بنیامین کے لیے بولا جانے لگا اور ان کی سلطنت جوڈیا کہلاتی ہے ۵۸۶ ق م میں بابل کے بخت نصر نے برباد کر دیا اور بیت المقدس کو جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام نے الواح توریت محفوظ کی تھیں جلا کر خاک سیاہ کر دیا - دونوں قبیلوں کا قتل عام کیا اور جس قدر زندہ بچ سکے انھیں بھیڑ بکریوں کی طرح ہانک کر بابل لے گیا - یہ جلاوطنی ۵۰ سال تک رہی - اس دور میں یہود کے پاس کوئی اصلی یا نقلی توراۃ موجود نہ تھی۔

پچاس سال بعد جب سائرس شاہ ایران نے بابل کو فتح کر کے یہود کو آزاد کر دیا اور انھیں فلسطین واپس جانے کی اجازت دے دی تو ۵۲۰ ق م میں ہیکل سلیمانی دوبارہ عزرا کی کوششوں

سے تعمیر ہوا۔ اسی شخص نے کتب خمسہ موسوی یعنی سلسلہ اوّل کی کتابوں کو دوبارہ مرتب کیا (یہ عزرا وہی ہے جسے قرآن نے عزیر کے نام سے یاد کیا ہے) عزرا کے فوراً بعد نحمیاہ نے سلسلہ دوم نبیئم کا اضافہ کیا۔ لیکن دو سال بعد سکندر یونانی کی صورت میں یونانی فتوحات کا سیلاب آیا تو یہود پر پھر بلا نازل ہوئی۔ ان کی کتب اور مقدس مقامات برباد ہو گئے۔ بعد ازاں یونانی اقتدار کے تحت ان کی نیم خود مختار سلطنت قائم ہو گئی لیکن ان کی شرارتوں سے تنگ آکر انطاکیہ کے یونانی بادشاہ انٹونیس نے یہود کی جداگانہ قومیت اور مذہب کو مٹانے کی غرض سے بیت المقدس میں ہیکل سلیمانی کو تباہ کر کے اس کی جگہ یونانی دیوتا زیئس کا مندر بنوادیا۔ مقدس صحیفوں کو جلادیا، تورات کی تلاوت حکماً بند کر دی۔ اور شعائر یہود کی پابندی کی ممانعت کر دی۔ پھر یہودا مکابی کی ہمت سے یہود کے دن پھرے۔ بیت المقدس کو پاک کیا گیا۔ مقدس صحیفے دوبارہ مرتب ہوئے۔ اور ان میں سلسلہ سوم یعنی کیتبیم کا اضافہ کر دیا گیا۔ لیکن جلد ہی رومی تلوار چمکی اور ۷۰ء میں ٹائٹس رومی نے بیت المقدس فتح کر کے ہیکل سلیمانی کو مسمار کر دیا۔ یہاں سے یہود کو جلاوطن کر دیا۔ یروشلم کے اردگرد غیر یہودی آبادیاں قائم کیں اور مقدس صحیفوں کو فتح کی یادگار کے طور پر ساتھ لے گیا۔ اس طرح یہودی ایک مرتبہ تورات اور صحف انبیاء سے پھر محروم ہو گئے۔ رومی قیصر ہاڈریان کے دور میں یہود نے غلامی سے نجات پانے کی کوشش کی اور ایک خوفناک جنگ ہوئی جس میں پانچ لاکھ کے قریب یہودی قتل ہوئے۔ اس جنگ کے نتیجہ میں رومیوں نے یہود کو یروشلم کے کھنڈروں میں آنے کی بھی ممانعت کر دی۔ ان پے در پے تباہیوں کے باعث یہود اپنے مقدس صحیفوں کی حفاظت نہ کر سکے۔

تورات اور یہود کے دیگر دینی ادب میں تحریف و تبدیلی کی دوسری وجہ یہ ہوئی کہ یہود میں ان کتب کے حفظ کا رواج نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو لکھے ہوئے نسخے ضائع ہو جانے پر حفاظ کی مدد سے انہیں دوبارہ بعینہٖ لکھ لیا جا سکتا تھا۔ نیز یہود میں تورات اور دیگر صحائف کے نسخے گھر گھر نہیں ہوتے تھے بلکہ صرف ہیکل سلیمانی اور چند کنیسوں میں رکھے جانے کے لیے صرف گنتی کے نسخے ہوتے تھے اور جب تباہیوں میں یہ چند نسخے ضائع ہو جاتے تو تورات سے پوری دنیا سے اٹھ جاتی۔ اس کے برعکس قرآن کریم کی حفاظت کی ایک ضمانت یہ بھی ہے کہ دنیا میں کروڑوں اربوں نسخہ ہائے قرآن کے علاوہ لاتعداد افراد کے سینوں میں بھی یہ محفوظ ہے۔ اور دنیا کی کوئی طاقت ان دونوں چیزوں کو بیک وقت ختم کر کے قرآن کا وجود ختم نہیں کر سکتی۔

تحریف کا ایک اور سبب۔ تیسرا سبب یہود کی شعوری اور لاشعوری تحریفات ہوئیں۔ لاشعوری یوں کہ تورات کا نسخہ ضائع ہونے کے بعد جب اسے دوبارہ کئی سال بعد مرتب کیا جاتا تو یہ روایت بالمعنیٰ کے طریق پر ہوتا تھا۔ پھر زبان بھی تورات کی سابقہ زبان کی بجائے کوئی دوسری ہوتی۔ کیونکہ اتنے عرصے میں یہود کسی اور زبان کے خوگر ہو کر پرانی زبان سے رابطہ منقطع کر چکے ہوتے تھے۔ اس وجہ سے یہ بات حتمی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ تورات میں اگر شعوری تحریفات کو تسلیم نہ بھی کیا جائے تب بھی تورات موسوی بعینہٖ ہمارے درمیان موجود نہیں ہے۔ اسی کے باعث "دیباچہ علوم بائیبل" میں ریورنڈ بارن کہتا ہے — "عہد عتیق کی کتابیں دراصل عبرانی زبان میں ہیں اور دو ناموں سے پکاری جاتی ہیں (۱) آٹوگرافس یعنی وہ نسخے جن کو صاحب الہام نے خود لکھا ہے۔ یہ سب نسخے ناپید ہو چکے ہیں (۲) ایپوگرافس۔ یعنی وہ نسخے جو اصل نسخوں سے مکرر در مکرر نقل ہوتے آئے ہیں۔ یہ بھی دو قسموں پر مشتمل ہیں۔ ایک وہ جو یہود میں بہت معتبر اور مستند مانے جاتے ہیں۔ یہ بھی مدت سے معدوم ہو چکے ہیں اور دوسرے وہ جو کتب خانوں اور لوگوں کے پاس موجود ہیں۔"

گویا تمام مستند نسخے اور ان کی مستند نقلیں مغربی محققین کے نزدیک معدوم ہو چکی ہیں۔ یہی مصنف مزید کہتا ہے — "عہد عتیق کی کتابیں اگرچہ دوسری صدی عیسوی میں مرتب ہو گئی تھیں لیکن اس وقت تک کسی خاص متن پر اتفاق نہ ہوا تھا۔ اس وجہ سے نقلوں میں سخت اختلاف ہوتا تھا۔ اور یہ اختلاف نقلوں کی کثرت کے ساتھ بڑھتا جاتا تھا۔" قارئین اس طرح آپ موجودہ تورات اور دیگر صحف انبیاء کی حقیقت کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔

تحریف کا سبب رسم الخط۔ عبرانی زبان اور اس کا رسم الخط تورات وغیرہ میں تبدیلیوں اور تحریفات کا ایک اور سبب ثابت ہوئے ہیں۔ قدیم عبرانی زبان میں حروف علت بالکل نہ تھے صرف ۲۲ صحیح حروف مستعمل تھے۔ ان میں سے بھی بعض حروف باہم اس قدر مشابہ ہیں کہ ذرا سی بے احتیاطی سے عبارت کچھ سے کچھ ہو جاتی۔ مزید ستم یہ تھا کہ عبرانی رسم الخط میں عبارت لکھتے ہوئے حروف الگ الگ لکھے جاتے تھے اور لفظوں کے درمیان کوئی علامت فاصلہ درج نہ ہوتی تھی۔ نہ ہی لفظ ختم ہونے پر جگہ چھوڑ کر نیا لفظ شروع کیا جاتا۔ اس لیے حروف کے غلط جوڑ ملانے سے الفاظ کچھ کے کچھ ہو جاتے۔ مثلاً اگر یہ فقرہ لکھنا ہو "خدا قادر و عادل ہے" تو قدیم عبرانی میں اسے یوں لکھتے۔ خ د ق د ر ع د ل۔ اب اسے کون کیسے پڑھے اور کیا پڑھے۔ اسے سینکڑوں فقروں کی صورت میں ڈھالا جا سکتا ہے۔ یہود کے علماء اسی طرح تورات کی عبارت سے اپنے مطلب

کے فقرے بنا کر اپنی خواہشات کے مطابق اسے ڈھال لیا کرتے تھے۔

عمداً تحریف کی وجہ۔ تورات اور دیگر کتب یہود میں تحریف کا ایک باعث یہود کی شعوری کوششیں ہیں جہاں انہیں اپنے مروجہ عقائد یا خواہشات کے خلاف بات نظر آتی اسے بدل دیا جاتا۔ ہسٹری آف دا انگلش بائیبل کا مصنف ۱۸ مقامات پر متن بائیبل میں تحریف کا اعتراف کرتا ہے جو اب تصحیحات بائیبل کے نام سے مشہور ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق دوسری صدی عیسوی میں چونکہ کتب یہود باقاعدہ مرتب ہوئیں اور ان پر پھر کوئی بڑی تباہی بھی نازل نہیں ہوئی اس لیے اس دور کے بعد بہت کم تحریفات ہوئیں۔ لیکن اس سے پہلے بہت کچھ ہو چکا تھا کیونکہ مؤلفین کتب متن کتاب کو اس طرح پیش کرتے کہ وہ حالات کے مطابق دینی ہدایت کے لیے مفید ثابت ہو سکیں۔ اس لیے وہ حسب منشا خوب تحریفات کرتے۔

تحریف اور زبان کے تغیرات۔ یہود کی عام بول چال کی زبان میں بار بار کی تبدیلی بھی ان کی مقدس کتب میں تحریفات و ترمیمات کا باعث بنی۔ ایک بار کتاب کی تباہی کے بعد جب اسے دوبارہ مرتب کیا جاتا تو ہر بار اس کی زبان بدل جاتی۔ پہلے کتب مقدسہ کی زبان عبرانی تھی۔ عزرا نے شاید آرامی زبان میں تورات کو از سر نو مرتب کیا۔ کیونکہ نینوا میں اسیری کے دوران یہودی اپنی سابقہ زبان بھلا کر آرامی کو اپنا چکے تھے۔ پھر یونانیوں کے دور میں یہود نے یونانی زبان اپنا لی اور تورات کو یونانی زبان میں از سر نو مرتب کیا گیا۔ یونانی نسخے سے ایک بار پھر تورات کو واپس عبرانی میں منتقل کیا گیا۔ جب رومی حکومت کا دور آیا اور یہودی رومی زبان اپنانے پر مجبور ہوئے تو کتب مقدسہ کو رومی قالب میں ڈھال لیا گیا۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ نئی زبان میں ترجمہ کرتے وقت نہ تو سابقہ زبان کی عبارت ساتھ لکھی جاتی نہ ہی اسے دیکھ کر ترجمہ کیا جاتا۔ کیونکہ نسخہ سابق عموماً دنیا سے اٹھ چکا ہوتا اور یہ سب کچھ روایت بالمعنیٰ کے طور پر ہوتا رہا۔ اس صورت میں آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حقیقت کتنی خرافات میں کھو چکی ہو گی۔

دو قسم کی وحی۔ روایت بالمعنیٰ کے علاوہ کتب مقدسہ میں تحریف و تبدیلی کا ایک باعث یہود کا عقیدہ وحی لسانی بھی بنا ہے۔ عقیدہ یہ تھا کہ موسیٰ پر دو قسم کی وحی نازل ہوئی تھی۔ وحی مکتوبی جو تورات کی صورت میں موجود ہے اور وحی لسانی جو اولادِ ہارون میں سینہ بسینہ چلی آرہی ہے۔ اس عقیدے نے سینکڑوں کتابوں کو الہامی بنا دیا۔ کیونکہ جاہ پسند کوئی کتاب لکھ کر کہہ دیتے کہ یہ وحی لسانی پر مبنی ہے جو مجھے سینہ بسینہ پہنچی ہے۔ اس طرح کتب مقدسہ کی بھرمار ہو گئی تو یہود کو

خیال آیا کہ مستند اور غیر مستند کو الگ الگ کر لیا جائے۔ ۹۰ء میں سائنڈ نے ۲۴ کتب کو سند قبول عطا کی اور باقی کو جعلی قرار دیا۔ اس کے بالمقابل صدوقی صرف ۵ کو مستند مانتے ہیں اور باقی تمام کو غیر مستند۔

ان سب اسباب نے مل کر وحی خداوندی کو ڈھانپ لیا اور حقیقت خرافات میں کھو گئی۔

چھٹی صدی عیسوی میں جب مسوراتیان (رواۃ یہود) نے اس وقت کے موجود بابلی اور فلسطینی نسخہ جات تورات میں اختلاف کو گنا تو ان کی تعداد ۱۴۳۲ تک پہنچ گئی۔ یہ اختلافات اب تک عبرانی تورات میں نقل کیے جاتے ہیں جن سے صاف نظر آتا ہے کہ موجودہ تورات اور صحف انبیاء کہاں تک قابلِ وثوق و استناد ہیں۔

تحریف سے بچنے کے لیے ایک تدبیر۔ ان مسوراتیان نے ایک اور اہم کام یہ بھی کیا کہ قرآن کریم کی صحت کتابت و قرأت سے متاثر ہو کر عبرانی رسم الخط کے نقائص دور کیے اور تحریف شدہ کتب مقدسہ کو مزید تحریف سے بچانے کی خاطر متن توراۃ کی صحیح قرأت و کتابت کی بنیاد مستحکم کر دی۔ لیکن پھر بھی یہ حال ہے کہ ۱۴۸۸ء میں پہلی دفعہ عہد نامہ عتیق کی کتب کو پریس میں شائع کرنے کے بعد ۱۷۰۵ء میں جب دوسری دفعہ طباعت کا اہتمام کیا گیا تو طبع اول سے بارہ ہزار جگہ اختلاف کرنا پڑا۔ ایسی کتابوں کی صحت اور درجۂ استناد کا اندازہ کرنا اب آپ کے لیے مشکل نہیں رہا ہوگا۔ صحیح بات یہ ہے کہ ان کتابوں کی ضرورت کا زمانہ ختم ہو گیا اس لیے ان کا صحیح متن اٹھا لیا گیا۔ اب خرافات باقی ہیں جن میں حضرت داؤد کو زانی، حضرت سلیمان کو ظالم اور بت پرست، ہارون کو گئو سالہ پرست اور لوطؑ کو اپنی بیٹیوں کے ساتھ جنسی اختلاط کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے (معاذ اللہ) اس کے برعکس قرآن کریم چونکہ ابدی ہدایت کی کتاب ہے اس لیے اس کا متن آج بھی روزِ اول کی طرح بلا اختلاف محفوظ و مامون ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں پر سب سے کٹھن وقت سقوط بغداد کا وقت ہے جب وحشی تاتاریوں نے مسلمانوں کی کروڑوں کتابوں کو جلا کر ان کی راکھ دریاؤں میں بہا دی تھی لیکن دنیا کا کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس حادثۂ فاجعہ میں قرآن کا ایک لفظ بھی ضائع ہوا ہو۔

کتابیات۔

1- REBECCA WEPT AT THE WAILING WALL.

2- LEGACY OF ISRAEL

3- HISTORY OF PALESTINE BY ANGELO S. RAPPOPORT.

4- تاریخ لبنان از فلپ حتی

5- A HISTORY OF THE JEWISH PEOPLE BY JAMES PARKS.

6- HISTORY OF ISRAEL BY MORTIN NOTH.

7- HISTORY OF WORLD RELIGEONS BY KATHARINA SAVAGE.

8- GREAT BATTLES OF BIBLICAL HISTORY.

9- A HISTORY OF JEWISH CRIMES BY SHAKIL AHMAD ZIA.

10-

11- ENCYCLOPAEDIA BRITANICA 1969 VOLUME 15-3

12- HISTORY OF HISTORICAL WRITINGS.

13- A SURVEY OF HUMAN HISTORY.

14- LIBERATION — NOT — NEGOTITION BY AHMAD SHUKAIRY.

15- OUR JEWISH HERITAGE BY JOSEPH GEAR AND RABBI ALFRED WOLF.

16- THE IDEA OF JEWISH STATE BY BEN HELPEVN.

17- BIBLE.

نوٹ :- جلد ۸ ، عدد ۵، ۶ میں موصوف کے شائع شدہ آرٹیکل بعنوان کنعان کنعانیوں کا ہے ، کے مآخذ بھی مندرجہ بالا ہی ہیں۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔

علم کے موتی

۱ - کلام شاہ اسمٰعیل شہیدؒ مرتب محمد خالد سیف ۲۵/ــ
۲ - قول فیصل ابوالکلام آزادؒ ۶/۵۰
۳ - انسانیت موت کے دروازہ پر ابوالکلام آزادؒ ۹/ــ
۴ - بلوغ المرام (عربی) ابن حجر عسقلانیؒ ۳۵/ــ
۵ - مسلمان عورت ابوالکلام آزادؒ ۱۲/ــ
۶ - نماز تراویح علامہ ناصر الدین البانی ۶/۵۰
۷ - کالا پانی محمد جعفر تھانیسریؒ ۸/۵۰
۸ - قید فرنگ مولانا حسرت موہانیؒ ۷/۵۰
۹ - سرمایۂ افکار پروفیسر سعید اختر ۸/ــ
۱۰ - جنت دیاں شہزادیاں مولانا علی محمد صمصامؒ ۶/۵۰
۱۱ - تذکرہ ابوالکلام آزادؒ زیر طبع
۱۲ - محمد بن عبدالوہابؒ مسعود عالم ندویؒ ۱۰/ــ
۱۳ - تربیت نسواں محمد خالد سیف ۵/ــ

ملنے کا پتہ :- الاخوان - چنیوٹ بازار فیصل آباد